دس کوڑوں کی
سزا

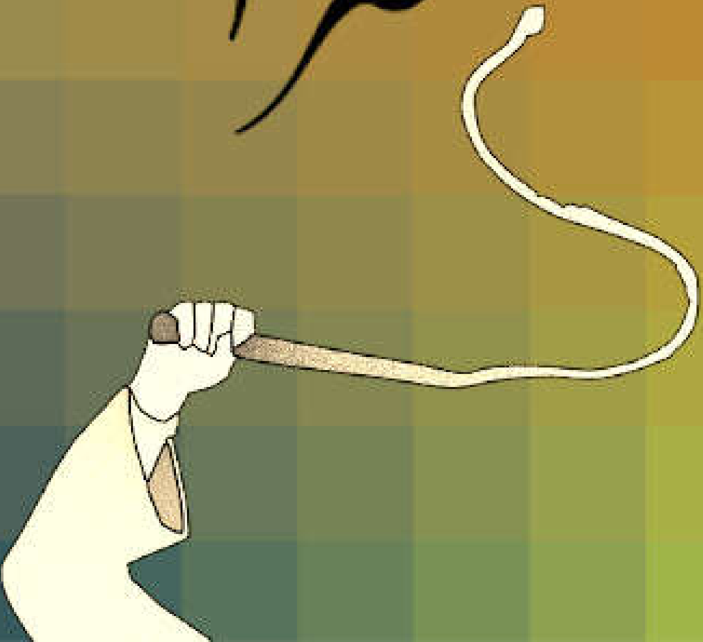

دس کوڑوں کی

سزا

das koṛoṅ ki sazā

Punishment of 10 Lashes
(Urdu—Persian script)

© 2019 MIK
published and printed by
Good Word, New Delhi

for enquiries or to request more copies:
askandanswer786@gmail.com

دس کوڑوں کی سزا

نئے اُستاد کا قد بڑا چھوٹا تھا۔ لگتا تھا کہ دیہاتی سکول کے شرارتی بچوں پر قابو پانا اُس کے بس کا روگ نہیں۔ پہلے ہی دن اُسے دیکھ کر بچوں کے والدین نے کہا تھا، ”کہاں یہ بونا اُستاد اور کہاں ہمارے لٹھ باز دیہاتی لڑکے!

یہ سکول چھ ماہ سے بند رہا تھا۔ جب سے تین چار لڑکوں نے گملوں سے پرانے اُستاد کی مرمت کی تھی، کوئی اُدھر کا رُخ نہیں کرتا تھا۔ تاہم نئے اُستاد نے گاؤں کے بزرگوں کو یقین دلایا کہ وہ لڑکوں کو قابو میں لانے کی پوری کوشش کرے گا۔

پہلے ہی دن سکول میں ماحول کشیدہ ہوگیا۔ لڑکے اُستاد کو چوہے کی تاک میں بیٹھی بلی کی طرح گھور رہے تھے۔ اُستاد صاحب اِن حالات سے ناواقف نہ تھے۔ وہ طلبا سے مخاطب ہوئے، ”بچو! سکول کو چلانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے چند اصولوں پر متفق ہو جائیں۔ یہ آپ کا سکول ہے، اِس لئے مَیں چاہتا ہوں کہ آپ ہی یہ اصول بنائیں۔“

چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔ لڑکے حیران تھے۔ کیا اُستاد صاحب واقعی ہم سے اصول بنوائیں گے؟ قدرے توقف کے بعد ایک لڑکا بولا، ”سکول میں کسی کو جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے۔“ چند لڑکوں نے اُس کی تائید کی تو اُستاد نے یہ اصول تختۂ سیاہ پر لکھ دیا۔

ایک اَور لڑکے نے مشورہ دیا، ”چوری نہیں کرنی چاہیئے۔“

یکے بعد دیگرے لڑکوں نے اصول پیش کئے۔ پھر اُستاد صاحب نے کہا، ”بیٹو! اِن اصولوں کی خلاف ورزی کرنے والوں کی سزا بھی مقرر ہونی چاہیئے۔“

کچھ دیر غور کرنے کے بعد ایک کڑیَل جوان نے کہا، ”مجرم کو دس کوڑوں کی سزا ملنی چاہیئے۔“ یہ کڑیَل جوان سب سے سینئر طالب علم تھا۔ وہ بالکل دیو سا

لگتا تھا اور اپنے جثے کے مطابق بے تحاشا کھاتا تھا۔ وہ ہر روز پراٹھوں کی پوٹلی باندھ کر سکول لے آتا اور ایک درخت پر لٹکا کر وقفے کے دوران پیٹ بھر کر کھا لیتا۔

سکول میں ایک ایسا لڑکا بھی تھا جو اپنے ساتھ کھانے کو کچھ نہیں لاتا تھا۔ وہ تمام دن بھوکا رہتا تھا۔ اِسی لئے وہ سب سے کمزور تھا۔ ایک دن اُس کی نظر درخت کے ساتھ ٹنگی ہوئی پوٹلی پر پڑی۔ جب اُس نے کھول کر دیکھا تو پراٹھوں کی خوشبو سے اُس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ بے اختیار پراٹھے کھانے لگا۔

وقفے کے وقت اچانک شور مچ گیا، "چور، چور!" سب لڑکے جمع ہو گئے۔ چوری کی بابت سنتے ہی وہ آگ بگولا ہو گئے کہ آخر کس نے ہمت کر کے ہمارے اصولوں کو توڑ ڈالا ہے۔ جلد ہی اُس لڑکے کو پکڑا گیا۔ کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔ اُستاد مقررہ سزا کا نام لینا نہیں چاہتا تھا، لیکن آخرکار اُسے مجبوراً کہنا پڑا، "اپنی پیٹھ ننگی کرو، کیونکہ اصول کے مطابق تمہیں سزا دینی پڑے گی۔"

کتنا قابلِ رحم منظر تھا۔ لڑکے کمزور لڑکے کی ایک ایک پسلی تک گن سکتے تھے۔ اُن کو معلوم تھا کہ وہ دس کوڑے کھاتے ہی زمین پر ڈھیر ہو جائے گا۔ آخر وہی کرڑیل لڑکا پکار اُٹھا، ”کیا اِس کی اجازت ہے کہ کوئی اَور اِس کی سزا برداشت کر لے؟“

اُستاد صاحب نے کچھ دیر سوچ کر کہا، ”اگر اصول بنانے والے اِس کی اجازت دیں اور کوئی اِس کو برداشت کرنے کو تیار ہو تو اصول کا تقاضا یوں بھی پورا ہو جائے گا۔“

تب وہی کرڑیل لڑکا کھڑا ہو کر اپنی قمیص اُتارنے لگا اور کہا، ”مَیں اِس کی سزا اُٹھانے کو تیار ہوں۔“ یہ کہہ کر اُس نے اُس کی سزا برداشت کر لی۔

****

مَیں اور آپ بھی اُسی چور لڑکے کی طرح ہیں۔ ہم سب نے اللہ کے احکام کو توڑا ہے، اِس لئے ہم سب جہنم کی آگ میں جلنے کے لائق ہیں۔ تو کیا اِس سزا سے بچنے کا کوئی راستہ ہے؟ ضرور۔ درجِ ذیل شرائط پر ہم نجات پا سکتے ہیں۔

- کیا خدا چاہتا ہے کہ ہم سزا سے بچ جائیں؟ ضرور۔ اللہ ہم سے محبت رکھتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ ہم سزا پائیں۔ کیونکہ

> خداوند... نہیں چاہتا کہ کوئی ہلاک ہو جائے بلکہ یہ کہ سب توبہ کی نوبت تک پہنچیں۔ (انجیل جلیل، 2 پطرس 3:9)

- کیا کوئی ہماری سزا برداشت کرنے کو تیار ہے؟ ضرور۔ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو جو بے گناہ تھے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا تاکہ وہ اپنے آپ کو ہماری خاطر قربان کرے۔ اُس کڑیَل لڑکے کی طرح حضرت عیسیٰ نے ہمارے واسطے وہ سزا برداشت کی جس کے ہم لائق ہیں۔
- کیا ہم حضرت عیسیٰ کی یہ قربانی قبول کرنے کو تیار ہیں؟ ہمارا فرض ہے کہ اِس قربانی کو قبول کریں۔ تب ہی ہم سزا سے بچیں گے۔